MOCK # 2

اسلامیات

پارٹ II

سوال نمبر ۲

اسلامی اقتصادی نظام

اسلامی اقتصادی نظام تجارت ، کاروبار اور خرید و فروخت کے تمام معاملات میں راہنمائی فراہم کرتا ہے - ان معاملات میں شریعت کے مطابق راہنمائی فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں وسائل کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بناتا ہے - اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہے کہ دولت کمانے کا حق یکساں ہے ، حق تلفی کی ممانعت کرتا ہے حلال ذرائع سے کمانے کو فروغ دیتا ہے ، حرام ، سود کی ممانعت کرتا ہے - نیز ذخیرہ اندوزی ، رشوت ، عوامی جائداد پر قبضہ ، چوری اور اسراف و تبذیر کی ممانعت کرتا ہے - اسلامی اقتصادی نظام زکوٰۃ ، عشر ، انفاق فی سبیل اللہ پر قائم ہے - ان ذرائع کی بدولت معاشرے کے تمام افراد تک وسائل کی فراہمی ممکن ہے - مندرجہ ذیل خصوصیات اسلامی اقتصادی نظام کی معاشرے میں منصفانہ اور یکساں وسائل کی تقسیم کو واضح کرتے ہیں -

اسلامی اقتصادی نظام کی خصوصیات

۱ - مال و دولت کی گردش کا فروغ

اسلامی نظام زکوٰۃ ، صدقات ، عشر ، خراج جیسے اصولوں پر مبنی ہے - ان کے ذریعے دولت ایک ہاتھ میں

جمع نہیں ہوتی رہتی بلکہ معاشرے کے مستحق افراد تک پہنچتی ہے۔ نیز وراثت کے قوانین پر بھی پالیسیاں مرتب کی ہیں تاکہ دولت کی گردش ہو سکے۔ مال ایک جگہ جمع نہ ہو اس بات پر اللہ نے نبی اکرم کو ہدایت فرمائی کہ مال ان کے حصہ داروں اور حق داروں میں یکساں تقسیم کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"جو مال خدا نے اپنے پیغمبر کو شہر والوں سے
دلوایا ہے وہ خدا کی اور اس کے رسول کا
ہے، رشتہ داروں، مسافروں، یتیموں
اور مسکینوں کا ہے۔ تاکہ یہ مال صرف تمہارے
دولت مندوں کے درمیان نہ گھومے پھرے۔"
(القرآن)

اللہ نے دولت کو جمع کرنے پر مذمت کی ہے۔

"خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب
کرے، پیٹھ پیچھے برائی کرے اور دولت جمع
کرے اور اسے گنتا رہے اور یہ سمجھے کہ اس کا
مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا۔"
(القرآن)

One reference is enough for a single heading

۲۔ پیسے سے پیسہ بنانے کی ممانعت

اگر پیسہ معاشرے میں جنم لے اور اس سے دوبارہ پیسہ ہی بنے یہ سود کے زمرے میں آتا ہے۔ پیسہ سے مال خرید کر کاروبار کرنا جائز ہے۔ پیسے کو اجناس کی طرح نہ سمجھا جائے۔ جن معاشی بنیادوں پر جائز ہے وہ زمین، مزدوری اور کاروبار ہیں۔

معاہدات کو استعمال میں لاتے ہوئے رزق حلال کمایا جائے تاکہ سودی کاروبار سے بچا جا سکے۔

۱۔ مضاربہ

وہ معاہدہ جس میں ایک شخص سرمایہ کاری کرے اور دوسرا اس سے کاروبار کرے۔ کاروبار میں نقصان کی صورت میں دونوں کا برابر کا نقصان ہوگا، ایک کے سرمایہ کا دوسرے کی محنت کا ضیاع۔ جب نفع ہوگا تو دونوں میں برابر تقسیم ہوگا۔

۲۔ مشارقہ

وہ معاہدہ جس میں دو شراکت دار کاروبار پر محنت اور سرمایہ کاری مشترکہ طور پر کریں۔ نفع و نقصان مشترکہ ہوگا۔

۳۔ کمائی کے ذرائع

سود کے نظام سے بچنے کیلئے کمائی کے کچھ ذرائع مختص کیے گئے تاکہ مزدور سے لیکر سرمایہ کار دونوں مستفید ہو سکیں۔ معاشرے میں دولت یکساں تقسیم ہو اور معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

۱۔ سرمایہ کاری کریں اور کمائیں

اس سے مراد کاروبار کرنا ہے تاکہ مالک اور مزدور دونوں فائدے میں رہیں۔

۲۔ خدمات فراہم کریں

خدمات فراہم کرنے سے مراد ہے کہ کسی قسم کی نوکری کرنا جیسا کہ استاد، طبیب وغیرہ تاکہ ان خدمات کے بدلے میں پیسہ کما سکیں جو کہ حلال ہو۔

۴۔ نجی ملکیت کی تقسیم:

نجی ملکیت کو شریعت کے اصولوں کے مطابق استعمال کیا جائے۔ اپنی دولت جو انسان نے محنت سے کمائی ہو اس پر مکمل حق ہے ماسوائے زکوٰۃ کے حصے کے قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ

"مردوں کے لیے حصہ ہے اس میں جو انہوں نے کمایا
اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس میں جو انہوں نے
کمایا۔"

(القرآن)

۵۔ میانہ روی

نجی دولت کو استعمال کرتے ہوئے توازن برقرار رکھا جائے بے جا اسراف یا فضول خرچی نہ کی جائے۔ اگر اللہ نے مال عطا کیا ہو تو اسے شریعت کے اصولوں میں رہتے ہوئے استعمال کیا جائے اور واضح ہو کہ اللہ نے مال عطا کیا ہے تیار رہے کہ میانہ روی کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"اللہ اپنے بندوں پر اپنی نعمتوں کی نشانیاں دیکھنا
پسند کرتا ہے۔"

(القرآن)

میانہ روی کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے اللہ نے قرآن میں ارشاد فرمایا

Try to add the Arabic of quranic ayats

"اور جب وہ (مومنین) خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے
ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں بلکہ میانہ روی کیساتھ نہ ضرورت
سے زیادہ نہ ضرورت سے کم۔"

(القرآن)

۶- اسلامی اقتصادی نظام میں آمدن کے ذرائع

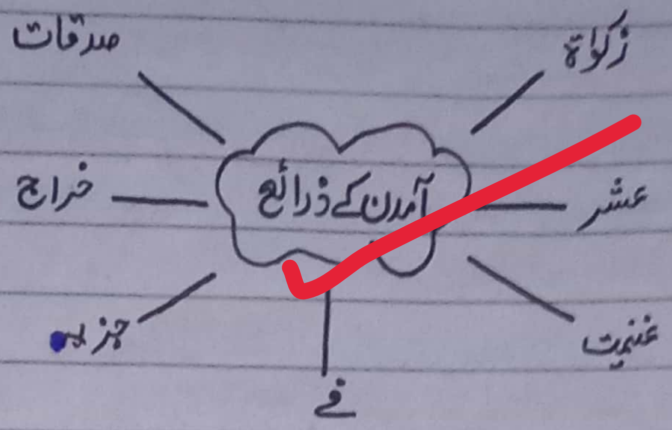

۷- کاروبار کیلئے اسلامی ضابطہ اخلاق

کاروبار کیلئے چند اسلامی ضابطہ اخلاق مختص کیے گئے تاکہ کسی کو بھی نقصان کا اندیشہ نہ رہے۔

۱- اگر کسی چیز میں عیب ہو تو بتایا جائے۔

• رسول ﷺ ایک دن بازار میں پھر رہے تھے ایک شخص کی دکان پر رکے اور گندم کو ہاتھ لگا کر دیکھا تو نمی محسوس کی۔ آپ ﷺ نے دکاندار سے کہا اس کا عیب واضح کرو۔

۲- مال بیچنے کیلئے قسم کھانے سے گریز کریں۔

۳- لین دین کے لکھنے کی حوصلہ افزائی کی تاکہ ریکارڈ رہے۔

۴- وعدہ پورا کرنے کی تلقین کی گئی۔

" اے ایمان والو! اپنے وعدوں کو پورا کرو۔"
(القرآن)

۵- کسی جماعت کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔

۶- ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

" کسی جماعت کو نقصان پہنچانا یا کسی کے نقصان کا بدلہ لیکر دوبارہ نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے۔"
(القرآن)

CS CamScanner

۸- غیر مسلموں کے ساتھ کاروبار کی اجازت

اسلامی اقتصادی نظام معاشرے کے ہر فرد کو یکساں موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ روزگار کما سکیں۔ اسی ضمن میں مسلمانوں کو غیر مسلموں کے ساتھ کاروبار کرنے کی اجازت ہے اور ان کے ساتھ کاروباری تعلقات بنانا جائز ہے۔

- نبی اکرمؐ نے ایک یہودی سے 30 صاع جو خریدا اور بدلے میں اپنی زرہ گروی رکھوائی۔ جب آپؐ ہوئے ان کی زرہ تیس صاع جو کے عوض یہودی کے پاس گروی تھی۔

- حضور اکرمؐ نے خیبر کے لوگوں کے ساتھ معاہدہ کیا اور ان کو اپنی زمین پر کاشتکاری اجازت دی اس شرط پر کہ نفع دونوں جماعتوں میں برابر تقسیم ہوگا۔

۹- نفع کمانے کی حد کی کوئی تقرری نہیں

نفع کمانے کی اسلامی اقتصادی نظام میں کوئی حد مختص نہیں ہے۔ شرط یہ ہے کہ اگر شے میں کوئی عیب نہیں ہے اور غرر کا امکان نہیں ہے تو جس حد تک چاہے نفع کما سکتے ہیں۔ کسی شے کو فروخت کرتے وقت اسکے بارے میں مکمل معلومات دی جائیں تاکہ دھوکے کا امکان نہ رہے۔

۱۰- لین دین کو منسوخ کیلئے رضامندی ظاہر کرنا

اگر ایک دفعہ کوئی چیز خریدلی جائے یا کوئی لین دین کا معاہدہ ہو جائے اس پر دونوں فریقین راضی ہوں۔ بعض بعد میں

کسی وجہ سے دونوں میں سے ایک معاہدہ لین دین منسوخ کرنا چاہے تو اسکی درخواست پر رضامندی دینے کی اسلام میں حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔
قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ

"جس نے کسی مسلمان سے معاہدہ منسوخ کرنے پر رضامندی ظاہر کی اللہ قیامت کے دن اس کے گناہ معاف کر دے گا۔"

(القرآن)

١١۔ معاشی فلاح و بہبود پر مبنی نظام

اسلامی اقتصادی نظام میں ایسی پالیسیاں مرتب کی جاتی ہیں جس میں تمام لوگوں کا فائدہ ہو۔ اس معاشرے میں توازن پیدا ہوگا۔ سود، ذخیرہ اندوزی، رشوت خوری، چوری اور سٹے بازی سے منع کیا گیا تاکہ معاشرے میں بگاڑ پیدا نہ ہو اور توازن برقرار رہے۔

حاصل کلام:

اسلامی اقتصادی نظام ایسے اصول وضع کرتا ہے اور ان خوبیوں کا حامل ہے جو مجموعی طور پر معاشرے میں منصفانہ دولت کی تقسیم، وسائل کی رسائی، کاروبار کے حقوق اور اصول، ذرائع آمدن اور معاشی فلاح بہبود پر مکمل راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام میں رہبانیت کا کوئی تصور نہیں اس لیے وسائل کے استعمال اور قابل احترام روزی کمانے کی ترغیب دی۔ یہ تمام اصول اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ اسلامی معاشرہ منصفانہ اور یکساں وسائل کی تقسیم پر مبنی ہے۔

سوال ۶

خلفائے راشدین کے دور میں گڈ گورننس کا نظام

تعارف

خلافت: وہ طرزِ حکومت جو آپ ﷺ کے اصولوں اور طرزِ حکومت کے مطابق تھا۔

دورِ خلفائے راشدین خلافت راشدہ تیس سال تک چلی اس کے بعد بادشاہت کا دور شروع ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ خلافت راشدہ کا حصہ رہے۔

خلافت راشدہ کا مرکزی ڈھانچہ خلیفہ، شوریٰ اور کابینہ پر مشتمل تھا۔ حکومت کا سربراہ **خلیفہ** تھا جو کہ وسیع اختیارات کا مالک تھا۔ قرآن و سنت کے مطابق فیصلہ کرنے کا پابند تھا، شوریٰ کے فیصلوں کا پابند تھا اور اکثر معاملات میں شوریٰ سے مشورے لیا کرتا تھا۔ اس کے فرائض میں امن و امان کا قیام، ریاست کا دفاع، نظامِ عدل کو برقرار رکھنا اور اشاعتِ دین کے لیے اقدامات شامل تھے۔ وہ گورنر اور جج کی تقرری کرتا اور دینی سربراہ کی حیثیت سے جمعہ کا خطبہ بھی دیتا تھا۔ خلفاء نے نہایت خلوص و اخلاص کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں پوری کیں۔

گڈ گورننس کے نظام کی خلفاء راشدین کے دور میں وضاحت

خلفائے راشدین کے دور میں گڈ گورننس کا نظام مندرجہ بالا نکات پر مشتمل تھا۔

۱۔ خلیفہ کی تقرری

خلیفہ کی تقرری کیلئے نبی ﷺ نے کسی شخص کا نام مختص نہیں کیا تھا تاہم ان کی سنت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ منتخب ہونے والا شخص اہل ہو اور لوگوں کو اس پر اعتماد ہو، اس بنیاد پر خلیفہ کی تقرری کی جاتی۔ نہ کسی شخص پر سرکاری دباؤ ڈالا جاتا نہ تلواریں نکلتیں۔ خلفائے راشدین کے منتخب ہونے کا طریقہ درج ذیل ہے

حضرت ابوبکرؓ : آپؐ کے انتقال کے بعد لوگوں کے صلاح مشورہ سے آپؓ کو خلیفہ مقرر کیا گیا۔

حضرت عمرؓ : حضرت ابوبکرؓ نے اپنی زندگی میں ہی حضرت عمرؓ کو نامزد کر دیا جس پر لوگوں نے ابوبکرؓ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

حضرت عثمانؓ : حضرت عمرؓ نے چھ لوگوں کی کمیٹی بنائی (عشرہ مبشرہ میں سے) اور انہوں نے احتیاط کا استعمال کرتے ہوئے حضرت عثمانؓ کا نام منتخب کیا۔

حضرت علیؓ : حضرت علیؓ اجماع امت سے خلیفہ مقرر ہوئے۔

۲۔ نظام شوریٰ

مسجد میں لوگ باہم صلاح مشورے کیلئے جمع ہوتے۔ فیصلے کے دوران لوگوں کو رائے دینے کا مکمل حق ہوتا باقی خلیفہ کی مرضی پر منحصر ہوتا کہ وہ باہم مشورے کے بعد کیا فیصلہ سنائے گا اور لوگوں سے امید کی جاتی کہ وہ خلیفہ کی اطاعت کریں۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:

"میں نے نبی ﷺ سے زائد کسی کو مشورہ کرنے والا نہیں دیکھا۔"

(الحدیث)

۳- مضبوط مرکزی نظام

خلیفہ کے پاس تمام اختیارات تھے لیکن مرکزی نظام کو مضبوط بنانے اور شفاف طرزِ حکومت کیلئے متعدد محکمے بنائے۔

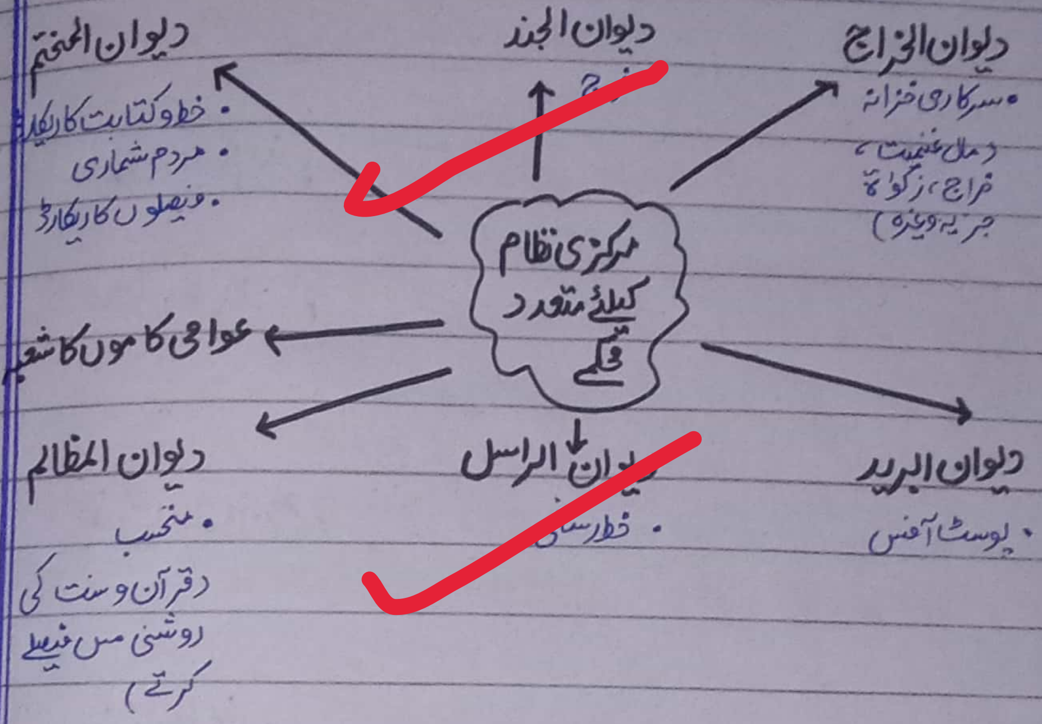

۴- صوبوں اور ضلعوں کا قیام

حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دور میں صوبوں اور ضلعوں میں تقسیم نہیں کی۔ حضرت عمرؓ کے دور میں اور حضرت عثمانؓ کے دور میں علاقوں کی صوبوں اور ضلعوں میں تقسیم ہوئی اور حضرت علیؓ کے دور میں وہی رہی۔

- جزیرہ عرب ⇐ مکہ مدینہ اور طائف پر مشتمل تھا
  مکہ اور مدینہ کو علیحدہ کیا گیا

عراق ⇐ بصرہ اور کوفہ میں تقسیم ہوا

فارس ⇐ خراسان، آذربائیجان اور فارس میں تقسیم ہوا

• حضرت عثمانؓ کے دور میں 12 صوبے بنے۔

۵- صوبوں کے حکام اعلیٰ

والی	صوبہ کا گورنر، سربراہ
کاتب	چیف سیکرٹری
کاتب الدیوان	فوجی سیکرٹری
صاحب الخراج	آمدن، زکوٰۃ اکٹھا کرنے والا
صاحب الاحداث	پولیس کا سربراہ
صاحب بیت المال	بیت المال کا سربراہ
قاضی	چیف جسٹس
عامل	صوبوں کا سربراہ

ضلعی سطح پر افسران کی تقرری کی جاتی تھی۔

۶- نظام عدل

عدل و انصاف کے فروغ کیلئے قاضی کی تقرری کی جاتی تاکہ درست فیصلے کر سکے۔ اس ضمن میں عزت مآب یا امیر مردوں کو قاضی بننے پر ترجیح دی جاتی تاکہ کسی کے دباؤ میں نہ آئیں اور فیصلہ درست کریں

۸- نظام الشرطۃ

سیکورٹی یعنی نظام الشرطۃ کی بنیاد نبی ﷺ نے رکھی جب مہاجرین مدینہ آنے لگے تو مدینہ والوں کو خدشات ہوئے آپ نے ان خدشات کو بھانپتے ہوئے محمد بن مسلمہؓ کو مدینہ کا پہلا سیکورٹی انچارج بنایا خلفائے راشدین نے اس میں مزید توسیع کی۔

حضرت عمرؓ نے قیدخانہ بنایا مدینہ میں۔
حضرت علیؓ نے کوفہ میں جیل بنائی۔
حضرت معاویہؓ نے دمشق میں جیل بنائی۔

۸۔ بیت المال

حکومت کی تمام آمدن بیت المال میں جمع کی جاتی تھی

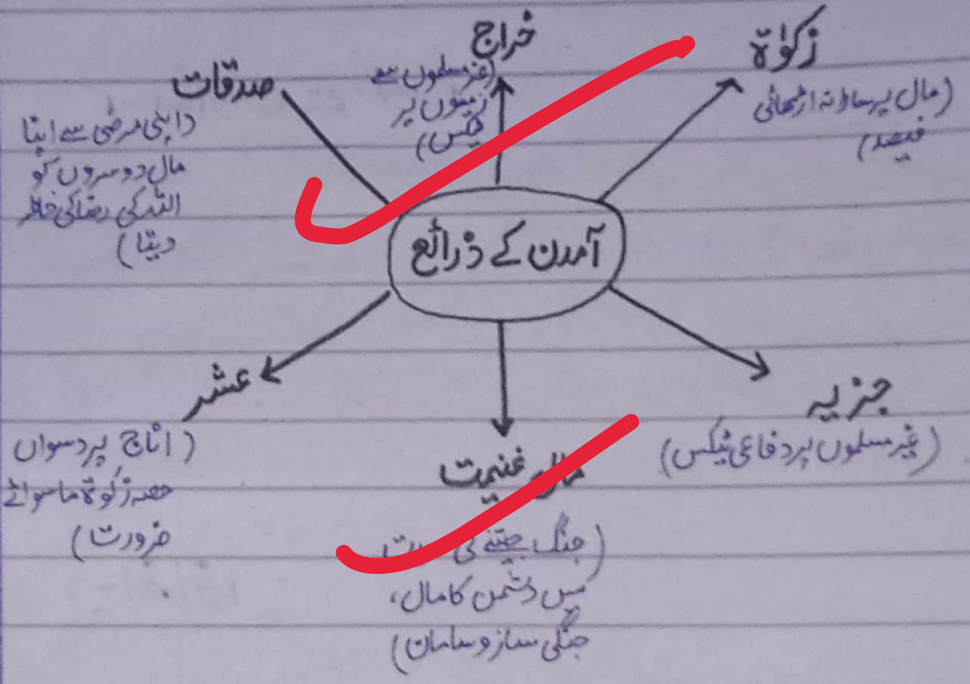

زکوٰۃ اور عشر ⟸ اکٹھے کرنے کے بعد مصارف زکوٰۃ اور ضرورت مندوں میں تقسیم ہوتی۔

۹۔ دیوان البرید

حضرت عمرؓ نے دیوان البرید کا محکمہ متعارف کروایا۔
اس کا مقصد ریاست کے حکام کے درمیان مؤثر بات چیت تھی تاکہ تعلقات بہتر ہو سکیں۔

خلفائے راشدین کے دور میں
حکومت چلانے کے بنیادی اصول

خلفائے راشدین کے دور میں حکومت چلانے کے بنیادی اصول درج ذیل تھے۔

۱- مشاورت سے حکومت

باہم صلاح مشورے سے حکومتی معاملات طے پاتے اور خلیفہ لوگوں کی آراء لینے کے بعد فیصلہ کرتا تھا۔ حضرت محمد ﷺ نے اپنے دور میں یہی اصول نافذ کیے اور خلفائے راشدین ان کی سنت پر عمل پیرا ہوئے۔ تمام لوگ آراء اور مشوروں کے بعد ایک نتیجے پر پہنچتے اور معاملات طے پا جاتے۔

2- انصاف

انصاف کا فروغ حکومت چلانے اور ایک بہترین حکومت کے لیے بہت ضروری ہے۔ خلفائے راشدین بھی اس بات کو یقینی بناتے کہ انصاف کا بول بالا ہو تمام معاملات عدل سے طے پا جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور خدا کے لیے سچی گواہی دو چاہے اس میں تمہارا اپنا، ماں باپ یا رشتہ داروں کا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔"

(القرآن)

۳- قانون کی بالادستی

خلافت راشدہ میں قاضی کو خلیفہ اپنے اعمال کے لیے جواب دہ تھا۔ قانون کی نظر میں سب رنگ، نسل، مذہب، نسل سے بالاتر ہیں اور برابر ہیں۔ مثلاً ذمی کے قتل کے بدلہ میں مسلمان قاتل کو قتل کی ہی سزا ملتی تھی۔ خلیفہ وقت اور کسی غیر مسلم کے درمیان جھگڑا ہوتا تو عدالت میں جاکر قاضی کے سامنے کھڑے ہوتے۔ حضرت علیؓ نے جب وہ خلیفہ تھے اپنی زرہ حاصل کرنے کے لیے عدالت میں استغاثہ دائر کیا تو نصرانی کے ساتھ عدالت میں حاضر ہوئے اور ثبوت مہیا نہ کرنے کی وجہ سے آپؓ کا استغاثہ خارج کر دیا گیا۔

۴- احتساب

"احتساب اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے اور اسکا مقصد عوامی بہبود اور اصلاحات کیلئے کام کرتا ہے ایسے معاملات میں اللہ کا حکم یاد کریں یا روکیں۔"

(ابن الاخوہ، مسلم عالم)

نظام احتساب حکومت کو بہتر طریقے سے چلانے میں مددگار ہے اور ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح خلافت راشدہ میں بھی احتساب اعلیٰ اہمیت کا حامل تھا۔ اس کی اہمیت قرآن میں یوں بیان ہوئی ہے۔

"تو جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھے گا اور جو ذرہ برابر بدی کرے گا اسے دیکھے گا۔"

(القرآن)

حضرت سعید بن عامر رض حمص کے گورنر تھے - حمص کے لوگوں نے انکی شکایت کسی وجہ سے حضرت عمر رض کو کی - حضرت عمر رض نے عوام کی شکایت پر انکا احتساب کیا -

5 - انسانی حقوق کا احترام

خلافت راشدہ ایک دستوری حکومت تھی - عام لوگوں، قبائل اور اقلیتوں کے حقوق کے سلسلے میں میثاق مدینہ میں جو جو بنیادیں فراہم کی گئی تھیں خلافت راشدہ میں برقرار ہیں - ایک دفعہ حضرت عمرو بن عبدالعاص رض نے کسی شخص کو ناحق سزا دی تو حضرت عمر رض نے فرمایا: "عمرو تم نے کب سے ان کو غلام بنا لیا ہے ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا تھا -" خلافت راشدہ میں حکومت کے خلاف اظہار رائے کی آزادی تھی لیکن ان کے بعد کے ادوار میں وہ آزادی نہ تھی -

حاصل کلام

خلفائے راشدین کا طرز حکومت مثالی تھا - جس کے اندر گڈ گورننس کی تمام خوبیاں تھیں اور اب کے حکمرانوں کیلئے روشن ہدایات بھی موجود تھیں - موجودہ دور میں خلفائے راشدین کے طرز حکومت کی خوبیاں اور اصول نافذ کر دیے جائیں تو بلا شبہ نتائج امید افزا اور دور رس ہوں گے اور جس سے انسانی وقار میں اضافہ ہوگا -

سوال مختصر نوٹ

۱۔ اجتہاد

لغوی معنی : اجتہاد کا لفظ "جہد" سے نکلا ہے جس کے معنی کوشش کرنا کے ہیں

اصطلاحی معنی : اصطلاح میں اس سے مراد ایسی کوشش ہے جو ایک قانونی مسئلے پر آزادانہ رائے قائم کرنے پر عبارت ہے۔

" ایسے مسائل جن میں اجماع نہیں کیا جاسکتا یا پھر قرآن وسنت سے براہِ راست ان کیلئے کوئی حکم نہیں ملتا ان مسائل کے حل کیلئے فقیہہ قرآن و حدیث کی رو سے جو رائے اس مسئلے پر دیتا ہے وہ اجتہاد ہے۔ "

قرآن پاک کی آیت کے مفہوم کے مطابق

" اور جنہوں نے ہمارے راستے میں جدوجہد کی ہم انہیں اپنا راستہ دکھائیں گے۔ "

(القرآن)

۱۔ نبی اکرم ﷺ کے دور میں اجتہاد

آپؐ نے صحابہ کی حوصلہ افزائی کی کہ اگر کسی مسئلے پر قرآن وسنت براہِ راست حل نہ ملے تو اجتہاد کا طریقہ اختیار کریں۔
آپؐ نے معاذ بن جبل رضؓ کو یمن کا کیطرف بطور گورنر معلم اور جج ~~بنا~~ کے بھیجا۔ ان کو رخصت کرنے کیلئے ان کے ساتھ آئے اور پوچھا معاذ اگر کسی مقدمے کا فیصلہ کرنے کا وقت آئے تو کیسے فیصلہ کرو گے معاذ رضؓ نے جواب دیا میں قرآن کے مطابق فیصلہ کروں گا آپؐ نے پوچھا اگر قرآن میں راہنمائی نہ ملی تو کیا کرو گے فرمایا آپؐ

کی سنت پر عمل کرتے ہوئے فیصلہ کروں گا - پھر سوال کیا اگر سنت سے راہنمائی نہ ملی تو کیا کرو گے انہوں نے جواب دیا کہ میں پوری کوشش کروں گا کہ اپنی رائے قائم کروں اور کوئی کسر نہ چھوڑوں اللہ کے نبی ﷺ نے ان کے سینے پر تھپکی دی اور کہا :

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے نمائندہ کو ایسی چیز تلاش کرنے میں مدد کی جو رسول اللہ ﷺ کو پسند آئی -"

(الحدیث)

۲- منطقی بنیادوں پر اجتہاد

اگرچہ قرآن مکمل ضابطہ حیات ہے لیکن ضروری نہیں ہے کہ ہر مسئلہ کا حل براہ راست ملے - یہ فقہاء کے لیے اصول فراہم کرتا ہے اسکے قوانین قرآن و سنت پر مبنی ہوتے ہیں - موجودہ دور میں مسلمان مختلف حالات سے نبرد آزما ہیں اور براہ راست ان حالات پر مبنی مسائل کا حل قرآن و سنت سے نہیں ڈھونڈ سکتے - منطقی حل یہ ہے کہ ان حالات میں مسلم فقہا اپنے فتاویٰ پر عمل کر سکتے ہیں مگر وہ قرآن و سنت پر مبنی ہونے چاہیں -

۳- حضرت ابوبکرؓ کے دور میں اجتہاد

حضرت ابوبکرؓ کے دور میں کچھ لوگوں نے زکوٰۃ نہ دینے کا اعلان کیا - آپؓ نے پہلے قرآن و سنت سے رجوع کیا حل نہ ملا تو صحابہ سے مشورہ کیا اور پھر اپنی مرضی سے سنت اور قرآن کے مطابق فیصلہ کرتے ہوئے ان کے خلاف جہاد کیا -

۴- حضرت عمرؓ کے دور میں

مدینہ میں قحط آیا لوگ چوری پر مجبور ہو گئے اس دور میں چوری کرنے والوں پر حد نافذ نہیں کی جاتی تھی - آپؓ ایسے حل نکالتے جن کا عوام کو زیادہ فائدہ ہو -

حضرت عمرؓ کے دور میں اس بات پر بھی اجتہاد ہوا کہ کوئی ایسا شخص جو چار سال تک لاپتا رہے اسکی لاپتہ ہو جائے اسکی بیوی کیلئے ۴ سال انتظار کرنے کی حد مقرر ہوئی -

اجتہاد کا دائرہ کار

① - عبادات اور عقائد میں کوئی اجتہاد نہیں وہ پہلے سے اللہ اور اسکے رسولؐ سے ثابت شدہ ہیں

② - صرف ان مسائل میں گنجائش ہے جن کا حل براہِ راست قرآن و سنت میں نہ ملے - لیکن آراء اور فتاوی قرآن و سنت کے مطابق ہونے چاہیں -

اجتہاد کون کر سکتا ہے؟

① شاہ ولی اللہ اپنی کتاب "حجۃ البالغہ" میں کہتے ہیں کہ

۱- ایک مجتہد کے لیے لازم ہے کہ اسے کم از کم علم کی 33 شاخیں آنی چاہیں

۲- 15 علم کی شاخوں کا تعلق عربی سے ہونا چاہیے -

۳- مجتہد کا عملی مسلمان ہونا لازم ہے -

۴- باشعور، عاقل، بالغ ہونا چاہیے

۵- حدیث، حدیث سائنس، اسلامی قانون اور فقہ کا علم ہونا چاہیے -

علامہ محمد اقبال کے مطابق اجتہاد کا حق صرف پارلیمنٹ کے پاس ہونا چاہیے یا صرف اداروں کے پاس

مولانا عبدالکلام آزاد کے مطابق منتخب حکومت کے کیبنیٹ کے پاس اجتہاد کا حق ہونا چاہیے ۔ ایسے کابینہ اور پارلیمنٹ ہوں جو اجتہاد کے قابل ہوں ۔

Add more arguments

حاصل کلام

اجتہاد کی ضرورت جس طرح قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو تھی آج کے مسلمانوں کو بھی ہے ۔ اسی حوالے سے یہ بہت اہم ہے ۔ یہ سمجھنا درست نہیں ہے کہ کوئی ایک مسلک ہی پورے کا پورا درست ہے یا دوسرے مسالک غلط ہیں قرآن وسنت کی روشنی میں دی گئی آراء دلیلیں اور فتاویٰ بہترین ثابت ہوں گے مسائل کے حل اور معاشرتی ترقی کے لیے ۔

05